

علم غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

بجواب

نبی ﷺ عالم الغیب تھے

از قلم: الطاف الرحمن ابوالكلام سلفی

ناشر:

جامعہ محمدیہ بھیرہوانیپال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين الذي قال ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يَبْعَثُونَ﴾، والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآلـه وصحبه أجمعين اما بعد:

یہ مختصر مقالہ دراصل ایک بریلی المسلک شخص کی طرف سے بھیجے گئے ایک رسالہ کا جواب ہے، جس نے نبی ﷺ کو عالم غیب ثابت کرنے کے لئے اپنی مزاعمہ دلائل کے ذریعہ بعض اہل حدیث افراد کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آئیے ہم اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ موصوف کی ساری تحریر یہ کلر سے مارک کیا ہوا ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ إِنَّ كَمْ يَهٰءِ ثَانُوْيِ درجہ میں

آپ کے وضع کردہ عنوان بالا کی گرفت سے قبل ایک سوال ہے کہ عنوان سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحيم لکھے جانے کا اہتمام نہ کرتے ہوئے بیاض چھوڑ دینے کا سبق آپ کے کس مدرسے میں پڑھایا جاتا ہے؟؟؟۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو! لیکن اگر آپ کی یہاں یہ جرأت قبیحہ دلائل صحیحہ کے مخالفت کے لئے رات و دن باطل تاویلات کی تلاش جستجو یا اپنے مخالف کو حجہ پڑ جو بھی بن پڑے باطل کا سہارا لے کر زیر کرنے کی کوشش میں ہوئی ہے تو بھی آپ سہوا یا بھول کر ہونے والی غلطوں کے زمرے سے خارج ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ کے بھیجے گئے خطوط اس بات پر واضح ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ کے یہاں اس کی بڑی اہمیت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اسے خط کا ایک اہم بلکہ بنیادی جزء سمجھ کر تحریر کرواتے تھے، حتیٰ کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کے سخت اعتراض کے وقت بھی پورا نہ سہی ”بِمَكَ تَعَالٰى“ ضرور لکھوا یا جس پر مشرکین کا بھی اتفاق تھا۔ (دیکھئے عام کتب سیرت ﷺ)

اگر آپ کے یہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں تو گویا آپ اس مسئلہ میں ان مشرکوں سے بھی گئے گذرے ہیں.....

واقعہ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ آپ کے یہاں جتنی اہمیت ۸۶۷ وغیرہ کی ہے شاید اس کے بال مقابل بسم اللہ الرحمن الرحيم ثانوی درجے کی اہمیت کے حامل بھی نہ ہو۔ **هذا کم الله**

## اصلی منافق کون؟

اب آپ اپنے وضع کردہ عنوان کا حال سنیں: ”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عطاً علم غیب سے ان کارمنافقین کا شیوه ہے“

جی ہاں رب کائنات نے وحی متلو اور غیر متلو یا خواب اور معراج کے ذریعہ حضور ﷺ کو ان خبروں کی اطلاع دی جسے آپ نہیں جانتے تھے اسی کی مدد سے جب آپ ﷺ لوگوں میں تبلیغ اسلام کرنے لگے تو ابتداءً اکثریت آپ ﷺ کی انکاری ہو گئی، حتیٰ کہ بظاہر کلمہ گومنافین نے بھی آپ ﷺ سے حسد و بعض میں اس قدر مخالفت کی راہ اپنائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سلسلے میں یہ تک کہہ دیا: ﴿انَ الْمُنَافِقِينَ فِي الدُّرُكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ [النساء: ١٢٥] کہ منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پائے۔ وہ دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے کبھی آپ ﷺ کا ساتھ دیتے تو کبھی ظالم مشرکوں کے حمایتی بن کر آپ ﷺ پر نازل شدہ اکثر باتوں کو ماننے سے انکار کر دیتے تھے۔ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَمْنُوا كَمَا أَمْنَى النَّاسُ قَالُوا إِنَّمَنْ كَمَا أَمْنَى السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ وَإِذَا الْقَوَى الَّذِينَ أَمْنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلُوَ الْأَلِي شَيَاطِينُهُمْ قَالُوا آمَنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ﴾ [البقرة: ١٣، ١٤] اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (صحابہ کی طرح) تم بھی ایمان لاو تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لا یں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ! یقیناً یہی بیوقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔ اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف استہزا کرتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو صحابہ جیسا ایمان لانے کا جب تاکیدی حکم دیا تو وہ سب کو بیوقوف بنا کر خود کو بڑا پارسا سمجھنے لگے۔ اور ایمان جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ چھ چیزوں پر مشتمل ہے اس میں دوسرا نمبر رسول پر ایمان لانا ہے یعنی اس کی دی گئی جملہ خبروں کو بلا چوں چراچ مانتے ہوئے اس پر سرے تسلیم خرم کر دیا جائے۔ یعنی آپ کی باتوں پر ایمان نہ لانے والوں میں مشرکین، منافقین اور یہود و نصاریٰ وغیرہ سب شامل ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے بارے میں حقیقت سے دور غلو آمیز باتوں کا عقیدہ رکھنا بھی انہیں جیسے لوگوں کا کام ہے۔ فرمان باری ہے: ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عَزِيزُ اللَّهِ أَبْنَى اللَّهَ وَقَلَتِ النَّصَارَى مُسْحِّجَى ابْنَى اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾ [التوبۃ: ٣٠] یہود کہتے ہیں: عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں: مسح اللہ کا بیٹا ہے، یہ قول صرف ان کے منه کی بات ہے۔ اور فرمان رسول ﷺ ہے: ﴿لَا تَطْرُونِي كَمَا اطْرَتُ النَّصَارَى ابْنَى مُرِيمَ فَإِنَّمَا إِنَّمَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ﴾ [صحيح البخاری: ١٨٩]

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے لئے ذرے ذرے (ما کان و ما یکون) اور کلی علم غیب کو ثابت کر کے اسی کا عقیدہ رکھنا غالی قسم کے منافقین و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے، کیونکہ یہ عقیدہ صریح قرآنی آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے، فرمان باری ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سَكَرْتَ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنَى السُّوءِ إِنَّمَا لِلَّهِ الْأَنْذِيرُ﴾

وبشير لقوم يؤمنون﴿[الاعراف: ١٨٨]﴾ اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا، میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لا سکیں، اس کے علاوہ بے شمار آیات و احادیث ہیں لیکن ان کے ذکر کا محل نہیں کیونکہ یہاں اختصار ملحوظ ہے۔

یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ آپ کے یہاں عطائی کا عقیدہ سرے سے ہے، ہی نہیں بلکہ از ابتدائے آفرینش تا انتہا اور کلی (ما کان و ما یکون) علم غیب کا عقیدہ ہے، ذیل کی عبارت آپ کے اس عقیدہ فاسدہ کی واضح مُؤید ہے، نیز آپ اپنے علماء کی لفاظیوں اور طومار سے بھری کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو جا بجا اس کی واضح تائید ملے گی۔ اسی لئے دوبارہ یہ عرض کئے دے رہا ہوں کہ اس عقیدے کے حاملین مزید غالی قسم کے منافق ہیں۔ کیونکہ یہ باری تعالیٰ کا خاصہ ہے جس کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ فرمان باری ہے: ﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ [یونس: ۲۰] 'سواء نبی ﷺ آپ فرماد تھے کہ غیب کی خبر صرف اللہ کو ہے۔ اور فرمایا: ﴿Qَلْ لَا يَعْلَمُ مِنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ إِيَّاهُ يَبْعَثُونَ﴾ [النمل: ۶۵] 'کہہ د تھے کہ آسمانوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کر کھڑے کیے جائیں گے؟' ایک جگہ اور فرمایا: ﴿Qَلِ اللَّهِ اَعْلَمُ بِمَا لَبَثَوْا لِهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [الکھف: ۲۶] 'آپ کہہ دیں: اللہ ہی کو ان کے ٹھہرے رہنے کی مدت کا بخوبی علم ہے، آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اسی کو حاصل ہے۔ ارشادربانی ہے: ﴿وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [النحل: ۷۷] 'آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔' ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْهُ عِلْمٌ السَّاعَةُ وَيَنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَا ذَاتَكَسِبَ غَدَاءً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا أَرْضَتُهُ إِذْ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ [لقمان: ۳۲] 'بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو اللہ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔ اور باری تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَعِنْهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَهُوَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرْقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا رَطْبٌ وَلَا يَسْرُبُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مَبِينٍ﴾ [الانعام: ۵۹] 'اور اللہ ہی کے پاس ہیں غب کی کنجیاں (خزانے) ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ ز میں کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔'

یہ آیت کریمہ بین دلیل ہے کہ نبی ﷺ یا انبیاء علم غیب سے قطعاً متصف نہ تھے، اور آپ کا دعوے علم غیب نہ تو شرعاً

درست ہے اور نہ ہی عقلا، آپ خود فیصلہ کریں کیا کوئی انسان صفت نبی یا اور کوئی اپنی نظروں سے او جھل دنیا کے ہر کونے میں گرنے والے پتے، زمین کی تاریکی میں پڑنے والے دانے اور ہرگز نہ وائی خشک و تر چیز کی خبر رکھ سکتا ہے؟؟؟ ہرگز نہیں اور کبھی نہیں۔ هاتوا برہانکم ان کنتم صادقین

## آنجناب کے مزعومہ دلائل اور ان کا رد

موصوف کی پہلی دلیل: (علم غیب خاصہ نبوت ہے اس کے بغیر نبوت کا تصور ہی ممکن نہیں،)

آپ نے عنوان بالا میں نبی ﷺ کے لئے عطاً علم غیب کا عقیدہ ظاہر کرتے ہوئے اس کے انکاریوں کو منافقوں کا شیوه بتلایا تھا جس کے آپ خود مستحق قرار پائے اب یہاں آپ کا عطاً کے عقیدہ سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہوئے خاصہ نبوت بتلانا کیا کھلی منافقت نہیں ہے؟؟؟ اور آپ کی یہ تضاد بیانی چہ معنی دارد؟؟؟

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئیے ہیں کہ علم غیب نہ تو کسی نبی کا خاصہ ہے اور نہ ہی زمین و آسمان میں بسنے والی کسی بھی قسم کی مخلوق کا بلکہ یہ تو صرف باری تعالیٰ خالق ارض و سموات والا رض و ما فیہا کا خاصہ ہے، اس کے اس خاصہ کو دوسروں کے لئے ثابت کرنا اللہ اور اس کے رسول سے کھلی ہوئی بغاوت ہے۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَا أَقُولُ لَكُمْ  
عندی خزاَنَ اللَّهُ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ﴾ [ہود: ۱۳] میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا، نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں۔ اسی طرح نبی ﷺ کے سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خِزَانَ اللَّهُ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ  
إِنَّ أَبْعَدَ الْأَمْرَ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ [الانعام: ۵۰]

## نبی کا معنی

دوسری دلیل: ”کیونکہ نبی کا معنی ہی غیب کی خبریں دینے والا ہے۔“

کسی بھی لغت کی کتاب ہمیں نہیں ملا کہ نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والا کے ہوتے ہوں، بلکہ جو معنی لغت کی کتابوں میں ملتا ہے اس میں ایک معنی ”المخبر عن اللہ، المعنی عن اللہ“ کا بھی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ باقتوں کو لوگوں تک پہنچانے والا۔ دیکھئے معتبر کتب لغت: [معجم مقاييس اللغة لابن فارس (المتوفى: ۳۹۵ھ)، ۳۸۵/۳، الصحاح للجوهری محقق تک پہنچانے والا۔ متن دیکھئے معتبر کتب لغت: [معجم مقاييس اللغة لابن فارس (المتوفى: ۳۹۵ھ)، ۳۸۵/۳، الصحاح للجوهری محقق (متوفى: ۴۸۱ھ)، ۴/۳۹۳، لسان العرب لابن منظور (متوفى: ۴۷۱ھ)، ۱/۱۶۲، القاموس المحيط للفیروز آبادی (متوفى: ۴۸۱ھ)، ۴/۴۰۰، ۶/۳۹۸]

النهاية فی غریب الحديث والاثر لابن الاثیر (متوفی: ٤٦٠ھ) [٣٥] اگر آپ کے لئے یہ سب حوالے ناکافی ہیں (کیونکہ باطل پرست کے لئے لاکھوں حوالے بھی ناکافی ہوتے جب کہ حق پرست کے لئے ایک ہی صحیح حوالہ کافی ہوتا ہے) تو مجھے اپنی مشہور لغت مصباح اللغات سے اس کا حوالہ جو کہ دراصل یہودیوں کی لکھی گئی لغت مندرجہ کا ترجمہ ہے اور مندرجہی خود مختار لغت نہیں بلکہ مذکورہ کتب لغت سے ایک لمحہ کے لئے بھی مستغتی نہیں۔ النبی ﷺ و النبی : اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتلانے والا، آئندہ کی پیش گوئی کرنے والا، خدا کی طرف سے پیغامبر۔ [مصباح اللغات: ٨٢٧] اور ذرا فیروز اللغات بھی دیکھتے چلیں کیونکہ یہ اردو داں کے یہاں ایک معتبر لغت سمجھی جاتی ہے: نبی کے معنی خبر رسان، خبر پہونچانے والا پیغمبر یعنی بھیجا گیا۔ [فیروز اللغات: نبی]

## ایک کھلا فریب

تیسرا دلیل: ﴿وَمَا هُوَ عَلٰى الْغٰیبِ بِضَنِّین﴾ [التکویر: ٢٣] اور وہ (نبی ﷺ) غیب (بتانے) پر بالکل بخیل نہیں ہے۔

اس آیت میں جو غیب کا لفظ آیا ہے اس سے مراد قرآن ہے جیسا کہ قادہ وغیرہ نے یہی معنی مراد لیا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنے ذاتی علم غیب سے بغیر بخیل کیے لوگوں کو آگاہ کرنے والے تھے (جو آپ سمجھ رہے ہیں) بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر وحی کی شکل میں نازل ہوتا تھا آپ فریضہ رسالت کی ادائیگی میں قطعاً بخیل نہیں تھے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو بعض امور غیب سے مطلع کر دیتا ہے جو یا تو اس کے فرائض رسالت سے ہوتا ہے یا وہ اس کی رسالت کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں، اور ظاہر بات ہے کہ اللہ کے مطلع کرنے سے پیغمبر عالم الغیب نہیں ہو سکتے۔ آپ کے اس اصول کو ماننے کی صورت میں ہر کوئی عالم اغیب کہے جانے کا حقدار ہے، اخبارات ٹیلی ویژن وغیرہ سے موصول ہونے والی خبروں پر اگر کوئی عالم الغیب ہونے کا عویٰ کرے تو اسے بے بنیاد پاگل نہیں کہہ سکتے۔ اس صورت میں ہر کوئی عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتا پھرے گا اور کرتے بھی جنہیں آپ جیسے نام نہاد بلا چوجران تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کیونکہ اگر پیغمبر عالم الغیب ہوں تو پھر ان پر اللہ کی طرف سے غیب کے اظہار کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا، اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا اظہار اسی وقت اور اسی رسول پر کرتا ہے جس کو پہلے اس غیب کا علم نہیں ہوتا، اس لئے عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے)۔ اسی طرح ایک معنی مفسرین نے لیا ہے کہ آپ غیب سے متھم نہیں تھے (یعنی آپ کے پاس وہ علم غیب نہیں تھا کہ جس کی مدد سے لوگوں کو دعوت اسلام دیتے تھے بلکہ ﴿اَنْ هُوَ الٰ وَحٰی يُوحٰی﴾ [النجم: ٣] وہ

تورب کی طرف سے وحی ہوا کرتی تھی۔) خیر القرون میں یہی دونوں معنی مروج تھا [دیکھئے: تفسیر طبری، تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، اور فتح القدر لیل شوکانی وغیرہ مذکورہ آیت کے تحت] اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرے تو گویا وہ منکر یعنی حدیث سے بھی چار قدم آگے ہے، کیونکہ وہ تو قرآنی وحی کے علاوہ تمام اقسام وحی کا انکار کرتے ہیں جبکہ آپ جیسے عقیدہ رکھنے والے قرآنی وحی کے بھی انکاری (منکر) ہو جائیں گے اور اتنا بڑا جرم کوئی مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا بلکہ یہ کام کوئی غالی قسم کا یہودی، عیسائی، مشرک اور منافق ہی کر سکتا ہے۔

## بیجا تاویل

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ يُطْلَعُ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكُنَ اللَّهُ يَجْتَبِي مِنْ رَسُولِهِ مِنْ يِشَاءُ﴾ [آل عمران: ۱۷۹] اور نہ اللہ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے بلکہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لیتا ہے۔

چوتھی دلیل: اور ان کی یہ شان نہیں کہ (اے عامۃ الناس) تمہیں غیب پر مطلع فرمادے لیکن اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے (غیب کے علم کے لئے) چن لیتا ہے۔

اس آیت سے مراد وہ غیبی امور ہیں جن کا تعلق منصب و فرائض رسالت کی ادائیگی سے ہوتا ہے نہ کہ ”ما کان و ما یکون“ جو کچھ ہو چکا اور آئندہ قیامت تک جو ہونے والا ہے کا علم۔ جیسا کہ آپ جیسے باطل پرست اس طرح کی علم غیب انبیاء کے لئے اور کچھ لوگ اپنے ائمہ معصومین کے لئے باور کراتے ہیں۔

## صحیح بخاری کی روایت اور ابن حجر کا استدلال اور آپ کی تحریف

پانچوی دلیل: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: ایک روز آپ ﷺ ہمارے درمیان قیام فرمائے اور ابتدائے خلق سے لے کر روز قیامت اہل جنت کے جنت میں داخل ہو جانے اور اہل جہنم کے جہنم میں داخل ہو جانے تک سب کچھ بتا دیا پس اسی بیان کو جس جس نے جس قدر یاد کھا اسے یاد رہا اور جس نے جو کچھ بھلا دیا وہ بھول گیا [صحیح بخاری: ۱۳۵۳ رقم: ۳۰۲۰ کتاب بدء الخلق، باب ماجاء في قول اللہ تعالیٰ وهو الذی یبدأ الخلق ثم یعیده وهو اعون عليه مشکوۃ المصانع: ۵۰۶]

اس حدیث سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ ذاتی علم غیب کے مالک تھے جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے بلکہ آپ ﷺ نے جو کچھ لوگوں کے سامنے ابتدائے خلق سے جنت و جہنم میں داخل ہونے تک کی جو بات امت کو بتلائی وہ فریضہ رسالت تھا

جو آپ ﷺ نے ادا کر دیا۔ اور یہ امور غیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی شکل میں دی گئی تھی۔ ﴿قُلْ مَا كُنْتَ بِدُعَا مِنَ الرَّسُولِ وَمَا أَدْرِي مَا يَفْعُلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَيْتُ إِلَيْ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا آتَانَا إِلَّا نذِيرٌ مَبِينٌ﴾ [الْأَحْقَاف: ۹] آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں، نہ مجھے معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی تھی جاتی ہے اور میں صرف علی الاعلان آگاہ کر دینے والا ہوں۔

## نوٹ

چھٹی دلیل: نوٹ: امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ”یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوقات کے ازابتاء تا انتہاء دوبارہ اٹھائے جانے تک کے تمام احوال کی خبر عطا فرمادی پس حضور ﷺ کا یہ خبر دینا میداء (پیدائش) اور معاش (دنی زندگی) اور معاد (آخری زندگی) کو شامل تھا۔ فتح الباری: ۲۹۱/۶

یہاں آپ نے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت حذف کر کے ان کے ساتھ بڑی نا انصافی اور دھاندھلی سے کام لی ہے، اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرِبُوا الصَّلَاةَ﴾ [النساء: ۳۳] ’اے ایمان والونماز کے قریب نہ جاؤ، کوتراک صلاۃ کے جواز کے لئے بطور دلیل پیش کیا جائے اور ﴿وَإِنَّمَا سَكَارَى حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جَنْبَ الْأَعْبَرِيِّ سَبِيلٌ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا﴾ [النساء: ۳۳] ’جب تم نشے میں مست ہو جب تک کہ تم اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک غسل نہ کرلو۔ کون مغالطہ و فریب وغیرہ میں کامل مہارت کے سبب حذف کر دیا جائے تا کہ سامنے والا ہمارے دام فریب کا شکار با آسانی ہو سکے۔ شاید بلکہ یقیناً نہیں بنیادوں پر آپ کی حنفیت +.... قائم ہے۔ اور یچاری عوام کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر انہیں تقلید جیسی انہیں، تاریک، محدود اور پراذیت سلاخ کے پیچھے مقید کر دیا ہے، اور عوام بھی اسی کو کوئی میڈھک کے طرح وسیع و عریض آباد دین سمجھتی ہے، کیونکہ عوام ہوتی ہی ہے کالانعام۔ هداہم

الله

آپ نے عوام کو لوگی سے گھاس کھلاتے ہوئے ابن حجر کی پوری عبارت نقل کرنے کے بعد حاصل عبارت سے چشم پوشی اختیار کر لی جو سراسر خیانت اور مغالطہ بازی ہے۔ تو لیجئے ابن حجر کی آپ کے ہاتھوں نذر ہو جانے والی محذوفہ عبارت ”پس“ سے: ”فَشَمَلَ ذَلِكَ الْأَخْبَارُ عَنِ الْمَبْدَا وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ فِي تِيسِيرٍ إِيمَانِ ذَلِكَ كَلْهَ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ اَمْرٌ عَظِيمٌ، وَيَقْرُبُ ذَلِكَ مَعَ كُونِ مَعْجزَاتِهِ فِي كَثْرَتِهَا لَانَهُ ﷺ اعْطَى جَوَامِعَ الْكَلْمَ“ [فتح الباری: ۴۷۳/۹]۔ پس آپ ﷺ کا یہ خبر دینا میدا، معاش اور معاد کو شامل تھا سے ایک ہی مجلس میں با آسانی بیان

کرنا خوارق عادت تھا بلکہ یہ نبی ﷺ کا تقریباً معجزہ تھا کیونکہ آپ ﷺ جو اعم الکلم بھی تھے۔

اب جا کر کے ان کی عبارت کا حق ادا ہوا جس میں کہیں اس کا ذکر نہیں کہ آپ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کیا ہو یہ تو آپ کی مغالطہ تلیپس و تحریف اور دھاندھلی سے بنائی ہوئی زہری لیکچھڑی ہے جسے مفت میں قوت ہاضمہ کے لئے مفید کا نام دے کر تقسیم کر رہے ہیں۔

اس خوشگمانی میں نہ رہنا کہ ابن حجر بھی آپ کی تائید میں ہیں بلکہ وہ اس اعتقاد کے صریح مخالف ہیں ملاحظہ فرمائیں آپ رحمہ اللہ کی وہ عبارت جو بخاری کی اس حدیث کے شرح میں لکھتے ہیں جس میں نبی ﷺ نے ان بچیوں کو منع کیا ہے جو یہ کہہ رہی تھیں کہ ”وفینا نبی یعلم ما فی غذ“ ہمارے درمیان ایک ایسے نبی ہیں جو کل کی بابت علم رکھتے ہیں: وسیاق القصہ یشعر بانہما لو استمرتا علی المراثی لم ینہما، و غالب حسن المراثی جد لاله، و انما انکر علیها ما ذکر من الا طرا، حیث اطلق علم الغیب لہ و هو صفة تخص بالله تعالیٰ فَالْعَالَىٰ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا إِلَهٌ وَّ قَوْلُهُ لَنِيَتِهِ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْكَرَ مَا كَانَ النَّبِيُّ يَخْبُرُ بِهِ مِنَ الْغَيْوَبِ بِاعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَىٰ إِيَّاهُ لَانَّهُ لَا يَسْتَقْلُ بِعِلْمِ ذَالِكَ كَمَا قَاتَلَ تَعَالَىٰ عَالَمَ الغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَتْحُ الْبَارِي لَابْنِ حَجْرِ عَسْقَلَانِي: تَحْتَ رَقْمٍ : ٤٧٥٠۔] یعنی حدیث میں مذکور قصہ کا سیاق اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اگر وہ دونوں شہداء بدر کے مریثے پر اکتفاء کرتیں تو آپ انہیں منع نہیں کرتے، اور بہترین مرثیہ خوانی کوئی اہو لعب نہیں بلکہ وہ تو ایک عمدہ قسم کی کوشش ہے، اور نبی ﷺ نے جو منع کیا تھا اس کی وجہ یہی تھی (جس کا آپ فضیحت کے باوجود عقیدہ بنائے ہوئے ہیں) کہ وہ آپ ﷺ کی مدح سرائی میں تجاوز حد کا شکار ہو گئی تھی، بایس طور کہ آپ ﷺ کے حق میں علم غیب کا دعویٰ کر دیا گیا تھا حالانکہ وہ اللہ رب العالمین کا خاصہ ہے، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: (اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان بھی جو ذات نبی ﷺ کے متعلق ہے (کہ آپ ﷺ خود اپنے سلسلے میں نہ لفظ نقصان کے مالک تھے اور نہ ہی علم غیب کے)؛ آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی لفظ نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے، اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سے منافع حاصل کر لیتا۔ واضح رہے کہ نبی ﷺ جس چیز کی خبر غیبی امور کے متعلق دیتے ہیں (وہ اپنے تین نہیں دیتے ہیں) بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے بتلانے پر ہی آپ دوسروں کو خبر دیتے، کیونکہ آپ ﷺ کے پاس کوئی ذاتی علم غیب تو تھا نہیں (کہ جس کی مدد سے آپ لوگوں کو آگاہ کرتے)، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَهُوَ غَيْبٌ كَا جَانَنَ وَالا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کر لے۔

آپ رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت آپ کے غیر منصفانہ باطل عقیدے اور ان کی عبارت میں تحریف کاری کے ذریعہ بنائے گئے خواب خیال کے وہ محل جو دور سے دیکھنے والوں کی نظر کو اپنی عمدگی کے جادو سے خیرہ کر دے جب کہ قریب سے دیکھنے والوں کو فریب اور دھوکہ سوا کچھ نہ نظر آئے کو پادر ہوا کرنے کے لئے کافی ہے۔

## کذب بیانی و کذب پرسنی کی انتہا

یہاں آپ کے اس خیانت اور دھاندھلی کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کے سامنے مذکورہ تمام مغالطات و اوهامات پھیکے پڑ گئے ہیں۔

ساتویں دلیل: ☆ امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ (عمدة القاری) اور امام قسطلانی (مرقاۃ) جب منافقوں نے نبی ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

جناب غالی...!! یہ ستارہ کس چیز کا سکنل دے رہا ہے؟؟؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نجوم پرستی آپ کے یہاں بھی در آئی ہے۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو!! بحر کیف! آپ نے امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ اور امام قسطلانی رحمہ اللہ کا نام ذکر کے اور عمدة القاری نیز مرقاۃ کا حوالہ دے کر شاید یہ ثابت کرنی چاہی ہے کہ حدیث سے پہلے جو اضافہ میں نے کیا ہے وہ میر انہیں بلکہ وہ انہیں سے منقول ہے اور مذکورہ حوالوں میں موجود ہے جبکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ عبارت ”جب منافقوں نے نبی ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا：“(کیا فرمایا؟ ذیل کی وہی حدیث جو سدی سے مروی ہے کہ ”اخراج یافلان فاعک منافق“ اے فلاں تو نکل جائیشک تو منافق ہے) یا تو آپ کی جعل سازی سے ثبت قرطاس ہوئی ہے یا آپ ہی کے ہم مزاج و ہم عقیدہ کسی اور نے عوام کو مغالطہ یادوسرے لفظوں میں کہہ لیجئے اپنے ہی جیسا گمراہ کرنے کے لئے اتنا پڑا ڈھونگ رچا ہے جس کی وجہ سے وہ نبی ﷺ کے اس وعدہ شدید کا بلاشبہ مستحق ہے: ”من کذب علی متعتمدا فا لیتبؤا مقعدہ من

النار“ [صحیح البخاری: ۱۰۴، صحیح مسلم: ۴]

یہ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کیونکہ مجھے آپ کے مذکورہ محولہ کتابوں میں یہ اضافہ کہیں نہ مل سکا، اور نہ ہی احادیث کے ذخیروں میں، اس لئے یا تو یہ آپ کی جعل سازی بلکہ نبی ﷺ پر بہتان تراشی ہے یا آپ کے زعمائے بے اعتماد کی مجرمانہ اورنا قابل معافی حرکت۔ کیا اس طرح کی حرکت کرنے والے گستاخان رسول میں نہیں ہیں؟؟؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو خیر کوئی بات نہیں لیکن اگر نہیں میں ہے تو پھر گستاخ رسول کسے کہیں گے اعلیٰ حضرت؟؟؟

## اچھا اب اپنی مستدل حدیث کا حال سنیں

آٹھویں دلیل: حدیث: سدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے روز خطاب کے لئے کھڑے ہوئے پس فرمایا: اے فلاں! تو نکل جائیشک تو منافق ہے، اے فلاں! (تو بھی) نکل جاتو (بھی) منافق ہے پس آپ ﷺ نے (منافق) لوگوں کو مسجد سے رسوائی کے نکال باہر کیا۔ [تفسیر الکبیر: ۳۱۶] [تفصیر سورہ توبہ ۱۵۱] [امام رازی رحمہ اللہ]

اگر آپ کو نہیں معلوم ہے تو مجھے معتر، اصل کتابوں سے اس کی سند جو یوں ہے (حدثنا الحسين بن عمرو العنقرزی قال: حدثنا ابی قاتل: حدثنا اسیاط بن نصر عن السدی عن ابی مالک عن ابن عباس قال: جسے آپ نے یوں لکھا ہے کہ ”سدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ“ یہ سراسر آپ کی کم علمی، کم مانگی، بے ذوقی، اسنادی تحقیق سے کورے پن بلکہ اس کے الف سے بھی واقف نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ عن سدی عن انس بن مالک ہے ہی نہیں جسے جھٹ پٹ لکھ مارا ہے آپ نے۔ اگر آپ کو نہیں معلوم تھا تو ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِكْرَ إِن كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [الأنبياء: ۷] پس تم اہل علم (اہل کتاب) سے پوچھ لو اگر خود تمہیں علم نہ ہو۔ کے حکم کے تحت کسی معتبر صاحب علم سے پوچھ لئے ہوتے تو کیا بہتر ہوتا اور دن دھاڑے نقب زنی وغیرہ جیسی مجرمانہ حرکت کے بد لے گک ہنسائی کا رسوائی کرنے کی وجہ سے کونہ ملتا۔ شاید آپ اس خوش گمانی میں رہے ہوں گے کہ ہماری تلبیس کاری، عیاری، مکر بازی اور کذب بیانی جیسے بے شمار تھکنڈے اتنے عمدہ اور مناسب جگہ پر نصب کئے گئے ہیں کہ عوام اس سے مبہوت ہو کر نہ چاہتے ہوئے بھی ہمارے دام فریب کا شکار ہو جائے گی۔ شاید آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کی یہ خوش گمانی ایسے ہی ہے جیسے کوئی ناقابل تعبیر خواب۔ رہا امام رازی (ابو عبد الله محمد بن عمر بن الحسین بن اتمیم الرازی الملقب بفخر الدین [ولادت: ۴۵۴ھ - وفات: ۶۰۶ھ] ) کا التفسیر الكبير المعروف بمفاتیح الغیب میں دوی السدی عن انس بن مالک لکھنا تو یہ ان کا تسامح ہی جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک بے سند کتاب ہے جس میں ہر طرح کے تفسیری اقوال جمع کردئے گئے ہیں۔ سند کے ساتھ جہاں یہ حدیث آئی ہے وہ عن سدی عن ابی مالک عن ابن عباس مرفوعا ہے غالب گمان ہے کہ آپ نے ابی مالک کو انس بن مالک سمجھ کر لکھ دیا ہے۔ لیکن ان سے تسامح کا صدور آپ کے لئے قابل عذر نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ آپ حدیث نبوی ﷺ نقل فرمائے تھے، تقاضہ یہ تھا اصل مراجع کی طرف رجوع کرتے لیکن افسوس ثم افسوس آپ نے اصل مراجع کی طرف رجوع کئے بغیر اپنے موقف کی تائید میں جو بھی ملا اپنا استدلالی قوت مضبوط کرنے لے

لئے زیر استعمال لے آئیے نہ اسنادی تحقیق کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی صحیح وضعیف کی تمیز، یہ ہے آپ کا مذہب اور آپ کا مسلک۔ اس رویے سے واضح طور پر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کے یہاں اسناد کی کوئی حیثیت نہیں جبکہ عبد اللہ بن مبارک جیسے جلیل القدر محدث کہہ رہے ہیں کہ ”الا سناد من الدين لولا الا سناد لقال من شاء ما شاء“۔ [مقدمہ صحیح مسلم ۳۷/۱ و شرح السنة للبغوی: ۴۴/۱] کہ اسناد دین کا ایک حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جو چاہتا کچھ بھی بتتا، اگر ہوتی ہی تو اس قدر طومار، اور ہامات و خرافات و بدعتات کی پلیدگی سے بنا ہوا مجون مذہب حفیت + ... قطعاً استعمال نہ کرتی۔

اگر آپ کو معلوم نہیں ہے تو لیجئے اس کی سند جو کچھ اس طرح ہے: (حدثنا الحسین بن عمرو العنقری قال: حدثنا ابی قال: حدثنا اسباط بن نصر عن السدی عن ابی مالک عن ابن عباس قال: مذکوره حدیث کی یہی سند ہے نہ کہ عن السدی عن انس بن مالک جو آپ نے بحوالہ تفسیر الکبیر لکھ مارا ہے۔ دیکھئے [تفسیر طبری محقق: رقم: ۱۷۱۴۴، المعجم الاوسط للطبراني: رقم: ۴۶۱/۴، تفسیر ابن ابی حاتم الرازی رقم: ۱۰۷۴۵، تفسیر البغوي محقق: ۸۹/۴، تفسیر ابن کثیر: ۴۰۵/۴، فتح الباری: ۴۴۳/۴، عمدة القاری: ۹۸/۱۳] وغیرہ۔

ابھی تک آپ سے سرزد ہو جانے والی اسنادی غلطی کا ازالہ کیا جا رہا تھا، اب اگر آپ حاضر دماغ اور پر سکون ہیں تو ذرا مذکورہ حدیث کی اسنادی حیثیت بھی دیکھتے چلیں! تاکہ یہ واضح ہو جائے آپ لوگوں کی دلیلیں کس درجہ کے حامل ہوتی ہیں؟ کچھ دم خم ہوتا ہے یا قوت و حس سے کوئے بے جان حیوان ناطق کی صرف لاشیں ہوتی ہیں جنہیں آپ جیسے مردم شمار زندوں میں شمار کر کے اپنی کثرت پر فخر یہ ناجناپتے ہیں۔

معدرت کے ساتھ اسنادی حیثیت پیش کیا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائیں: اس حدیث کی سند ناقابل اعتبار واستدلال ہے کیونکہ الحسین بن عمرو بن محمد العنقری ایک ایسا راوی ہے جس کی محدثین نے تصدیق کرنے سے اعراض کیا ہے اتنا ہی نہیں بلکہ لین، متکلم فیہ، کتبت عنه و لا أحدث عنه، جیسے کلمات جرح استعمال کئے ہیں، ابو کرب نے تو یہاں تک کہا ہے کہ: وہ ابرہیم بن یوسف بن ابو اسحاق سے حدیثیں روایت کرتا ہے جبکہ (ابرہیم بن یوسف سے اس کی ملاقات ہی نہیں ہے کیونکہ) اس کی پیدائش سے پہلے ہی وہ (ابرہیم) وفات پاچکے تھے۔ (یعنی فن جعل سازی کے ذریعہ اپنی گھڑی ہوئی احادیث سے عوام کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے ان سے روایت کرنے کی ان کی ایک عام عادت تھی)۔ دیکھئے [الجرح والتعديل لابن

اب حاتم: ۶۱/۳، لسان المیزان لابن حجر: ۳۳۴/۱، میزان الاعتadal للذهبی: ۱/۵۴۵ اور الانساب للسمعاني محقق: ۴۵۴/۴]

اسی لئے امام پیغمبر رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیکر مذکورہ حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے [صحیح الزوئد و منبع الفوائد: ۱۱۶/۳] اور عبد الرزاق المحدثی نے ابو الفرج عبد الرحمن ابن الجوزی (م ۷۵۹ھ) کی مشہور کتاب زاد المسیر فی علم التفسیر کی تحقیق میں اس کی سند کو الحسن بن عمرو راوی کی وجہ سے ”واه“ کہا ہے۔ دیکھئے: [زاد المسیر فی علم التفسیر محقق: ۴۸۴/۳]۔

لف تو یہ ہے کہ اس حدیث کو مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے جس میں آپ جیسے عقیدہ رکھنے والوں کی صراحت کے ساتھ نفی کی گئی ہے، فرمان باری ہے: ﴿وَمَمَنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنْفَقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مُرْدُوا عَلَى النَّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُ سَنَعْذِبُهُمْ مِّنْ ثَمَّ يَرْدُونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ﴾ [التوبہ: ۱۰۱] ’اور کچھ تمہارے گرد پیش والے دیہاتیوں میں اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے ہیں ہم ان کو دوہری سزا میں دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے علم غیب کی نفی کی ہے اور اس بات کی طرف واضح اشارہ کیا ہے کہ آپ کو اس وقت تک کسی چیز کے بارے میں کوئی علم نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ انہیں اس کے متعلق کوئی خبر نہ دے دے، دوسرے لفظوں یہ کہہ لیجئے کہ آپ ﷺ من جملہ مسئلہ دینیہ میں لوگوں کی رہنمائی کے لئے وحی الہی کے ہمیشہ محتاج تھے۔ فرمان باری ہے: ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَبْدَلَهُ مِنْ تَلْقَاءِ إِنْفُسِي إِنْ أَتَبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتَ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ [یونس: ۱۵] ’آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے، اگر میں رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں،۔

## نوت

”نوت“، ایک ایسا لفظ ہے جسے سن کر عوامی لوگوں کا ذہن روپے پیسے ہی کی طرف جاتا ہے کیونکہ انسانی زندگی اسی سے عبارت ہے اور اس کی ایسے ہی اہمیت ہے جیسے انسان کو کھڑے ہونے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ لفظ نوت کا استعمال کسی ایسے ہی مہم الامور کے لئے ہوتا ہے جس کے بغیر کام ہی نہ چلے۔ اسی طرح کتابوں یا رسالوں میں اس کا استعمال بھی کسی اہم بات ہی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ شاید اسی لئے آپ نے ایک ہی صفحہ میں دو جگہوں پر اس کا استعمال کیا ہے، ایک تو ابن حجر رحمہ اللہ کی عبارت میں تحریف و تلبیس کرتے ہوئے، دوسرا عوام کو اپنا عقیدہ منوانے کے لئے بلا حوالہ ڈھیر ساری آیات و احادیث کا باطل دعوہ کرتے ہوئے، جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ عوام کی اکثریت آپ کی منصوبہ بند مغالطہ و تلبیس کاری وغیرہ جیسے شکاری جال کے شکار ہوتے رہیں اور آپ انہیں چوستے رہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں جو زک پہنچانے کے لئے کہی جا رہی ہو بلکہ یہ وہ اٹل حقیقت ہے جس کا مشاہدہ آپ خود بارہا کرتے ہوں گے۔

نوویں دلیل: نوت: قرآن شریف اور حدیث شریف کے کئی مقامات سے حضور ﷺ کے عطاً علم غیب ثابت ہے، قرآن

(مجید) کو شان نزول و تفسیر کے ساتھ پڑھو جو صدیوں پہلے لکھی گئی، اسی طرح حدیث بھی۔

ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے لئے ذاتی علم غیب کا ثبوت قرآن میں ہے اور نہ کہیں حدیث میں اسی طرح نہ ہی کسی معتبر شان نزول سے اس کا ثبوت ملتا ہے اسی لئے ہمارا اعتقاد ہے کہ آپ ﷺ ”ما کان و ما یکون“ کے قطعاً عالم نہیں تھے جسے آپ دوسرے لفظوں میں عطاً علم غیب سے موسوم کرتے ہیں بلکہ جو بھی احوال ماضیہ کی تفصیلی اور اجمالی خبر آپ ﷺ نے امت کو بتالیٰ یا پیش گوئی فرمائی وہ سب وحی کے ذریعہ ہی بیان فرمائی کیونکہ آپ ﷺ نے تورب کے کسی خزانے کے مالک تھے اور نہ ہی کوئی فرشتہ (یا فرشتہ صفت انسان)۔ فرمان باری ہے ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مُلْكٌ إِنْ أَتَّبَعَ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ إِلَّا تَفْكِرُوْنَ﴾ [الانعام: ٥٠] ’آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں آپ کہہ دیجئے کہ انہوں اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے، سوتھم غور کیوں نہیں کرتے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپ کی پارٹی قوت بصارت و سماعت سے محروم ہی نہیں بلکہ بالکل محروم ہے جبھی تو اس طرح کی بہکی بہکی بد عقیدگی کی باتیں کرنا اس کی عام سی عادت بن گئی ہے۔ فرمان رباني ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا إِنْذِرْكُمْ بِالْوَحْيِ لَا يَسْمَعُ الصُّمُ الدُّعَاءُ إِذَا مَا يَنْذِرُوْنَ﴾ [الأنبياء: ٣٥] ’کہہ دیجئے: میں تو تمہیں اللہ کی وحی کے ساتھ آگاہ کر رہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہیں سنتے جبکہ انہیں آگاہ کیا جائے۔‘

اس مسئلہ میں مذکورہ قرآنی آیات دلیل راہ فراہم کرنے کے لئے کافی و شافی معلوم ہو رہے ہیں، لیکن اگر آپ اب بھی مطمئن نہیں ہیں اور احادیث صحیحہ کے پڑھنے یا سننے کا اگر شوق اور دلچسپی بھی ہے تو اس مسئلہ میں ذیل میں ذکر کی جارہی چند احادیث صحیحہ ضرور پڑھیں کیونکہ اختلافات کے حل کے لئے قرآن کریم اور حدیث رسول ہی طرف کی رجوع واجب ہے نہ کہ لوگوں کے ڈھکو سلے بازی، تحریف کاری، اور باطل تاویلات وغیرہ کی طرف۔ یاد رہے کہ اختلافی صورت حال میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کو ترجیحی نظر سے دیکھنے والے وہی ہو سکتے ہیں جو ایمان باللہ والیوم الآخر کے میزان پر کھرے اترتے ہوں۔ فرمان باری ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِّيعُوا اللَّهَ وَ اطِّيعُوا الرَّسُولَ وَ اولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرْدُوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ إِلَيْهِ وَ إِلَيْمِ الْآخِرَ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنٌ تَأْوِيلًا﴾ [النساء: ٥٩] لیکن اس اصول سے منہ موڑ کر دوسروں کی طرف رجوع یا ہوا نفس جیسے بت کے پچھے ہاتھ جوڑے عقل و سمجھ کی قوت کو مقفل کئے ہوئے بھاگنا منافقوں کا شیوه ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَ إِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصْدُونَ عَنْكَ صَدُودًا﴾ [النساء: ٦١] ’ان سے جب کبھی کہا

جائے کہ اللہ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر کے جاتے ہیں۔

### احادیث رسول ﷺ ملاحظہ فرمائیں:

✿ ربع بنت معوذ بن عفراء بیان کرتے ہیں کہ: ”جاء النبی ﷺ فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کم مجلس ک منی فجعلت جویریات لنا يضربن بالدف ويندب من قتل من آبائی یوم بدر اذ قال احذاكن وفينا نبی یعلم مافی غد فقال دعی هذه وقولی بالذی كنت تقولین“

[صحیح البخاری : ۴۷۵۰، ابو داؤد: ۴۷۶]

✿ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت: ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائل مفاتیح الغیب خمس لا یعلمها الا اللہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ ولا یعلم ماتغیض الارحام الا اللہ ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعة الا اللہ“ [صحیح البخاری: ۴۳۶۸]

✿ مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ماں کیا نبی ﷺ نے رب کو دیکھا ہے؟ تو جواب آپ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تیرے اس سوال نے میرے رو نگٹے کھڑے کر دئے، کیا تمہیں ان تین چیزوں کے بارے میں نہیں معلوم کہ جسے اگر کوئی کہے تو گویا وہ اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھنے والا ہے:

[۱] جو تم سے یہ کہے کہ نبی ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا، پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿لَا تدرکُ الابصار وَهُوَ الطِّيفُ الْخَيْر﴾ اور ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يَكُلِّمَ اللَّهَ إِلَّا وَحْيَا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾۔

[۲] اور جو تم سے یہ کہے کہ نبی ﷺ کیا ہونے والا ہے اس کی خبر کھتے تھے تو گویا اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا، پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَلَا تدری مَا ذَاتَكَسْبٌ غَدًا﴾

[۳] اور جو یہ بیان کرتا پھرے کہ نبی ﷺ نے حق رسالت ادا نہیں کیا اس طور پر کہ کچھ چھپالیا تو اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلَغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ ہاں البتہ جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ اصلی صورت میں دیکھا ہے۔ [صحیح البخاری: ۴۴۷۷]

✿ حدیث جبریل میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے جب آپ ﷺ سے قیامت کے وقوع کے بارے میں پوچھا تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَا لِمَسْئُولٍ عَنْهَا بِالْعِلْمِ مِنَ السائل“ کہ سائل جواب دینے والے سے زیادہ جانتا ہے، پھر قیامت کی کچھ نشانیاں بتلانی۔ [صحیح مسلم: ۱۱]

﴿ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مَا ادْرِي أَتَبْعِ لِعِنْ أَمْ لَا وَمَا ادْرِي وَأَعْزِيرْ نَبِيٌّ هُوَ أَمْ لَا“ [سنن ابو داود: ۴۰۵۴ وصحیح الالبانی]

﴿ ام سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّكُمْ تَخْصُّمُونَ إِلَى وَلْعَلَّ بَعْضَكُمْ حَنْ بِحْجَتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ إِخْرِيْ شَيْءًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعَ لَهُ قَطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذُهَا“ [صحیح البخاری: ۳۴۸۴ وصحیح مسلم: ۳۴۳۱]

﴿ ام المؤمنین پر لگائی گئی تہمت زنا اور آپ ﷺ کو حقیقت معلوم نہ ہونا۔

﴿ جنگ احمد میں آپ کے دانت کا شہید ہونا اور پیشانی کا زخمی ہونا اسی طرح مسلمانوں کے جانی اور مالی نقصان۔

﴿ عبد اللہ ابن مکتوم کو بسبب عذر اذان سننے کے باوجود مسجد نہ آنے کی اجازت دینے کے بعد خبر وحی مسجد میں حاضری کو واجب بتانا۔

﴿ انشاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے وحی الہی کا کچھ دنوں منقطع ہو جانا وغیرہ سیکڑوں دلائل اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ ﷺ قطعاً ما کان و ما یکون اور کلی علم غیب سے واقف نہ تھے۔ ﴿ افلات عقولون ﴾

مذکورہ احادیث و آثار صحابہ اس مسئلہ میں بحرا لا ساحل لہ کے چند قطرے ہیں اختصار کے پیش نظر انہیں پر اتفاق کیا جا رہا ہے کیونکہ نہ تو تمام دلائل کا احصاء ممکن ہے اور نہ ہی اس کے لئے مخل موزوں ہے۔

## ستز، اسی سال قبل لکھی گئی کتب تقاسیر کی حقیقت

دو سویں دلیل: ۸۰ءے، ۸۰ءاں میں گمراہ لوگوں نے جو تقاسیر لکھی ہیں ان کو مت دیکھو رہے آپ بھی گمراہ ہو جائیں گے۔ اللہ حفاظت کرے۔ آمین

ہم کہتے ہیں کہ قرآنی آیات و احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ آپ کے دعوے کے بطلان کے لئے ذکر کر دیا گیا ہے جونہ تو ۸۰ءاں کے اندر کے اقوال ہیں اور نہ دس بارہ صدی کے لوگوں کی تقاسیر بلکہ چودہ صدی پہلے نازل شدہ دور نبوی ﷺ کے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ و آثار صحابہ ہیں جو صراحت کے ساتھ آپ کے باطل عقیدے کی تردید کر رہے ہیں، اگر یہ تمام بنیادی اور اصولی دلائل آپ کے یہاں ناقابل اعتبار واستدلال ہیں تو آپ لوگوں سے بڑھ کر گمراہ بلکہ گمراہ کروں ہو سکتا

ہے؟ اور آپ کی یہ اعلانیہ جرأت قبیحہ اثبات نفاق کی کھلی دلیل ہے۔ فرمان باری ہے: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ وَاللَّهُ وَالَّهُ رَسُولُهُ رأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصْدُونَ عَنْكَ صَدْوَدًا﴾ [النساء: ۶۱] ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ کے نازل کردہ کلام کی اور اس کے رسول کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رک جاتے ہیں۔

شائد آپ اپنی تاریخ کا حافظہ کہیں کھو بیٹھے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کر رہیں، آپ کے نام کے ساتھ لگا لیبل یہود و ہندو کے مجموعہ ملغوبہ سے ماضی قریب جدا میں پیدا ہونے والا نوزائدہ مذهب و مسلک ہونے کو بڑے ڈرامائی انداز میں محفوظ کئے ہوئے ہے اگرچہ آپ کثرت الغفلہ و سی احتفاظ وغیرہ جیسی شدید بیماریوں مبتلا ہونے کی وجہ سے بھول گئے ہیں۔ شرم آنی چاہے لیکن ”شرم نہیں آتی مگر تم کو“ کہ وہی چوری بھی کرے اور سینہ زوری کا سلحہ بھی استعمال کرے۔ آپ اور آپ کی پارٹی بزعیم خویش جب خود کہتی ہے کہ ہمارے امام (امام الدیوبندیہ هویا امام البریلویہ) کی بات سر آنکھوں پر اگرچہ نص صریح اس کے مخالف ہی کیوں نہ ہو تو پھر بے جا شور و غوغای پے معنی دارد؟؟؟ حاشا و کلا ہمارے یہاں ”ماانا علیہ واصحابی“ اور ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کے تحت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا طریقہ و منیج ہی واجب الاقتداء ہے نہ کہ ہر ایرے گیرے نتوکھیرے کی اقتداء۔ آؤ! میدان بحث و تحقیق میں کیونکہ یہ بہترین دلیل را ہے بشرطیہ کہ تقلیدی جمود کی آمیزش سے پاک ہو۔

اللَّهُمْ سبِّ کوہدایت کی توفیق دے۔ (آمین)

**وَصَلَى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدَ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ**

۳ مرداد المبارک ۱۴۲۳ھ

مطابق ۱۳ جولائی ۲۰۱۳ء

(مبین)